Al-Behishat Research Archive
ISSN Online: 3006-5224
ISSN Print: 3006-5216

Publisher: Al-Behishat Education & Research Institute
Journal Frequency: BI-Annual

Alexander Pushkin:Life and Services

الیگزینڈر پشکن: حیات وخدمات

Saqlain Ahmad Khan (Saqlain Sarfraz)
Lecturer Deptt of Urdu, Islamia University of Bahawalpur at- saqlainsarfraz218@gmail.com
Abid Hussain
Assistant Professor (Urdu) , Government Postgraduate College, Sariab Road, Quetta at- khanabadosh81@gmail.com

Abstract

Russia is known as the world's oldest and second largest integrated and extensive empire in the world. In the ancient literature of Russia, there is a mixture of folk literature, in which religious rituals, superstitious elements are found. Epic tales, stories, poems are considered to be the specialty of Russian literature, but their value is related to Homer's Odyssey and Iliad. Alexander Pushkin is also considered among the rebel poets and writers of Russia. His family was from Africa. Pushkin was proud of it.Due to his rebellious writings, style, he faced exile. This exile led to his fame. Pushkin's marriage led to the destruction of his creativity. This is mentioned in his own writings. A long list of translations of Pushkin's writings appears.In which the name of the leading translator Manto, Muhammad Mujeeb comes. The translations of Pushkin's poems were done by Z -Ansari. Hikam Ki Begum, Kaptan Ki Beti, Eugenie Anigan are famous novels. Chiev, Gogol, Bartinsky, Tolstoy are among his contemporaries.

Keywords: Russia, Folk Literature, Alexander Pushkin, Epic Tales, Rebel Writings, Unique Style, Exile, Translations, Poems, Contemporaries

ملخص: روس دنیا کی قدیم ترین اور عالمی سطح پر دوسری بڑی مربوط و وسیع سلطنت جانی جاتی ہے۔ روس کے قدیم ادب میں لوک ادب کی آمیزش پائی جاتی ہے جس میں مذہبی رسومات، توہم پرست عناصر کی بھرمار ملتی ہے۔ رزمیہ قصے، کہانیاں، نظمیں روسی ادب کا خاصا سمجھی جاتی ہیں لیکن ان کی قدر و اہمیت ہومر کی اوڈیسی اور ایلیڈ کے حوالے سے کم ہے۔ الیگزینڈر پشکن کا شمار بھی روس کے باغی شاعروں اور ادیبوں میں ہوتا ہے۔ اس کا خاندان افریقہ سے تھا۔ پشکن کو اس پر فخر تھا۔ اپنی باغیانہ تحریروں، اسلوب کی وجہ سے اس کو جلاوطنی کا سامنا کرنا پڑا۔ یہی جلاوطنی اس کی شہرت کا باعث بنی۔ پشکن کی شادی اس کی تخلیقی صلاحیتوں کی تباہی کا باعث بنی۔ اس بات کا ذکر اس کی اپنی تحریروں میں ملتا ہے۔ پشکن کی تحریروں کے تراجم کی ایک طویل فہرست سامنے آتی ہے۔ جس میں سر فہرست مترجم منٹو، محمد مجیب کا نام آتا ہے۔ پشکن کی منظوم تحروں کے تراجم ظ انصاری نے کیے۔ حکم کی بیگم، کپتان کی بیٹی، یوگینی انیگن س کے مشہور ناول ہیں۔ چیوچف، گوگول، بارتین سکی، ٹالسٹائی کا شمار اس کے معاصرین میں ہوتا ہے

کلیدی الفاظ :روس، لوک ادب، الیگزینڈر پشکن، رزمیہ قصے، باغیانہ تحریریں، منفرد اسلوب، جلاوطنی، تراجم، منظوم تحریریں، معاصرین

سلطنتِ روس: ایک تعارف

روس دنیا کی قدیم اور وسیع سلطنتوں میں سے ہے۔ اردو میں اسے سلطنتِ روس، انگریزی مین رشین ایمپائر اور روسی زبان میں روسیسکا یا امپیریا کہتے ہیں۔ یہ ۱۷۲۱ء سے لے کر انقلابِ روس یعنی ۱۹۱۷ء تک قائم رہی۔ یہ روس کے قدیم بادشاہ زار شاہی کی جانشین اور سوویت اتحاد کی پیش رو ریاست تھی۔ کہا جاتا ہے کہ یہ منگول سلطنت کے بعد تاریخ عالم کی دوسری سب سے بڑی مربوط ریاست بھی تھی۔ ۱۸۶۶ء میں یہ مشرقی یورپ سے ایشیا اور شمالی امریکا تک پھیلی

ہوئی تھی۔اسی تسلسل میں انیسویں صدی کے آغاز پر روس دنیا کا سب سے بڑا ملک تھا جس کی سرحدیں شمال میں بحر منجمد شمالی سے جنوب میں بحیرۂ اسود اور مغرب میں بحیرۂ بالٹک سے مشرق میں بحر الکاہل تک پھیل چکی تھیں۔

یہ چنگ دور کے چین اور برطانیہ کے زیر قبضہ ہندوستان کے بعد آبادی کے لحاظ سے دنیا کا تیسرا سب سے بڑا ملک تھا جس کی آبادی اُس وقت ۱۷۶ اعشاریہ ۴ ملین تھی۔لیکن اس وسیع آبادی کے باوجود اقتصادی، نسلی اور مذہبی لحاظ سے رعایا میں بہت زیادہ تفریق تھی۔اس کے باوجود اس نے خود کو بطور ریاست منظم رکھا۔اس کا ایک سبب زار روس کی آمرانہ حکومت اور شاہانہ دبدبہ بھی تھی۔اس کی حکومت یورپ کی آخری مطلق بادشاہتوں میں سے ایک سمجھی جاتی ہے۔ اگست ۱۹۱۴ء میں پہلی عالمی جنگ کے آغاز سے قبل روس' یورپ کی پانچ عظیم قوتوں میں سے ایک تھا۔زار روس نے نہ صرف سلطنت کی حدود دور تک بڑھا لی تھیں بلکہ اس نے اپنے زور اور جبر کا دائرہ بھی خاصا بڑھا لیا تھا۔سترھویں صدی تک زار کا ظلم و جبر اپنے عروج پر تھا۔مگر اس کی بے پایاں طاقت اور ظلم کے باعث کوئی اس کے خلاف آواز اٹھانے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا۔

روس کا قدیم ادب

دنیا کی اکثر زبانوں کی طرح روسی زبان میں بھی قدیم ادب کا آغاز لوک ادب سے ہوتا ہے۔یہ لوک ادب اکثر مذہبی رسوم کے موقع پر گائے جانے والے بھجن یا شادی بیاہ کے گیتوں پر مشتمل ہے۔البتہ عوام نے اس میں بھی اپنی بات کہنے کی راہ نکالی اور قدیم زمانے کے مذہبی اشلوک ہوں یا شادی بیاہ کے موقع پر گائے جانے والے گیت، ان میں اُس زمانے کے مسائل اور عوامی جذبات کی ترجمانی نظر آتی ہے۔قدیم روسی سماج جاگیر دارانہ سماج تھا، اس لیے وہاں اکثر وہی رسوم نظر آتی ہیں، جو جاگیر داری سماج کا خاصا ہیں۔ جن میں عوام کو پسماندہ رکھنے کے لیے مذہب کا استعمال، جاگیر دار اور پروہت کا گٹھ جوڑ، عورت دشمن رویہ، پدرسری نظام کا عروج وغیرہ اہم ہے۔

قدیم روسی ادب کی تاریخ اور تراجم کو دو جلدوں میں یکجا کرنے والے محمد مجیب نے اس سلسلے کی پہلی جلد کے پہلے باب میں اس بابت ایک نظم کا ایک ٹکڑا نقل کیا ہے، جس سے قدیم روسی سماج کے ایک سماجی مظہر کی خوب عکاسی ہوتی ہے۔ نظم میں ایک نوبیاہتا دلہن اپنے والدین سے مخاطب ہوتے ہوئے کہتی ہے؛

"میرے بابا، میرے چمکتے چاند
پیاری ماں، میری روشن آفتاب!
کھیتوں کا حساب کیا لگاتے ہو،
دعوت کا حساب کیا کرتے ہو،
مجھ غریب کو بیچ کر شراب نہ پیو،
مجھ غریب غمزدہ کو پردیس میں بیاہ نہ دو۔۔۔"

،اس کے علاوہ رزمیہ قصے کہانیاں بھی قدیم روسی ادب کا ایک اہم حصہ ہیں۔ محمد مجیب کے بقول

"ادبی نقطہ نظر سے روسی گیتوں کا سب سے دلچسپ حصہ وہ ہے جس میں 'جواں مردوں' اور 'جواں مردی' کی داستانیں کہی گئی ہیں۔ان میں سے کچھ رزمیہ نظمیں ہیں اور زیادہ تر قدیم زمانے کے قصے۔روسی نظمیہ نظموں کی مطلق وہ حیثیت نہیں جو فردوسی کے شاہنامے یا ہومر کے ایلیڈ یا اوڈیسی کی ہے۔ان کے ہیرو پورے انسان بھی نہیں۔سوائے ایک ایلیا مورومٹز کے، جس میں رستم کی کچھ جھلک سی نظر آتی ہے(۱)'

فوک کے بعد اگر تحریری ادب کی بات کریں تو روس میں اس کا آغاز گیارھویں صدی کے آس پاس ہوتا ہے۔ جب ولاجی مر بادشاہ کیئف کے عہد میں (۹۷۰-۱۰۱۵) میں روس میں عیسائیت کا پرچار شروع ہوا۔ جس کے بعد مذہبی تعلیم کا سلسلہ بھی شروع ہو گیا۔اُس زمانے میں سلاف زبان میں لکھنے کا رواج تھا۔آہستہ آہستہ مقامی آبادی تک رسائی کے لیے روسی زبان کو تحریری زبان کے بطور اپنایا جانے لگا اور آغاز میں مذہبی تصانیف کا سلسلہ تیزی سے شروع ہوا۔ جس میں عیسائی مذہب کا پرچار کیا جاتا تھا۔روس میں آباد ہونے والے رہبانیوں نے وقائع نگاری کا آغاز کیا۔اس حوالے سے نس تیئور کی تصنیف کو عموماً پہلی تحریر مانا جاتا ہے، جو ۸۶۲ سے ۱۱۱۰ کے حالات بیان کرتی ہے۔البتہ اُس زمانے کی طرح اس میں بھی واقعات سے زیادہ بادشاہ اور شاہی خاندان کی عظمت کا بیان

ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس میں گو کہ سلاف زبان کا ذخیرہ زیادہ ہے، اور اسے خالص روسی تصنیف نہیں کہا جا سکتا، مگر یہی وہ اولین تصنیف ہے جس میں روسی زبان کا وسیع ذخیرہ پہلی بار استعمال ہوا۔

اس کے بعد سولہویں صدی کے آس پاس کی دو تاریخی داستانیں "ایگور کے حملے کی داستان" اور "زودن شچینا" ملتی ہیں، جنھیں روسی زبان کی قدیم تحریروں میں اولیت حاصل ہے۔ سولہویں صدی میں امورِ خانہ داری سے متعلق سلوسٹر کی کتاب "گھر کا نظام" کو پہلی کتاب سمجھا جاتا ہے جو کسی سماجی یا عوامی موضوع پر لکھی گئی۔ اس میں مسیحی عقائد کے مطابق گھر گرہستی کے معاملات کو موضوع بنایا گیا۔ اس میں شوہروں کو یہ اجازت دی گئی بلکہ تاکید کی گئی کہ وہ بیویوں کو نافرمانی پر ہلکی مار پیٹ کر سکتے ہیں۔ البتہ ایسی چیز سے نہ ماریں جس سے انھیں زخم پڑ جائے، ہڈی ٹوٹ جائے، نہ ایسی جگہ پہ مارا جائے کہ جہاں ان کی آواز ہمسائے سن سکیں۔ ان خیالات کے باعث اس کتاب کو روس میں قدامت پرست خیالات کا حامل سمجھا جاتا ہے۔ اور جدید روسی ادب میں اس کا تذکرہ اچھے الفاظ میں نہیں کیا جاتا۔

حقیقی معنوں میں روسی ادب کا آغاز پیٹر اعظم کہلوانے والے زار روس کے عہد میں ہوتا ہے۔ اپنی تمام تر آمرانہ روش کے باوجود اس نے کلیسا کے اثرات کو گھٹایا اور دنیاوی مسرتوں اور تعیشات کو فروغ دیا، جس کے اثرات ادب تک بھی آئے۔ محمد مجیب کے بقول،

"پیٹر اعظم (۱۶۸۲۔۱۷۲۵) نے روسی ذہنیت پر دینی کی بجائے دنیاوی رنگ چڑھانا اپنی زندگی کا ایک اہم مقصد قرار دیا تھا۔ اور یہ اسی کی اصلاحوں کا نتیجہ تھا کہ روسی ادب کو کلیسا کے پنجے سے رہائی ملی۔ اس کی تخت نشینی کے ساتھ جس طرح روسی ریاست نے اپنا جنم لیا ویسے ہی روسی ادب میں بھی نئی جان پڑ گئی۔(۲)"

الیگزینڈر پشکن

پشکن کو روس کا قومی شاعر اور ادیب مانا جاتا ہے، جس نے طبعی طور پر مختصر سی زندگی پائی۔ ۲۶ مئی ۱۷۹۹ء کی پیدائش اور ۱۰ فروری ۱۸۳۷ء کو وفات۔ درمیانہ مختصر ساوقت ہنگاموں، باغیانہ سرگرمیوں، بغاوتوں، رومانوں اور تخلیقی کاموں میں بسر ہوا۔ اس کا مکمل نام ۔ الیکساندر سرگے ئی وچ پوشکن۔ Alexander Sergeyevich Pushkin ہے؛

اردو میں اسے پشکن اور پوشکن دونوں طرح سے تلفظ کیا جاتا ہے۔

پشکن کی ماں پیٹر اعظم کے ایک حبشی غلام کی پوتی تھی۔ اس کے خاندان کو افریقہ سے غلام بنا کر لایا گیا تھا۔ اس لیے نہ صرف اس کے حلیے پر افریقی اثرات واضح تھے، بلکہ پیٹر اعظم یعنی زار روس سے اس کے فکری تناؤ کے تانے بانے بھی اس پس منظر سے جا ملتے ہیں۔ اُلجھے اُلجھے گھنگریالے بال، موٹی آنکھیں اور موٹے ہونٹ، رخساروں پر پھیلی اور ٹھوڑی پر سمٹی ہوئی داڑھی۔ پشکن اپنے افریقہ سے تعلق پر ہمیشہ نازاں رہا۔ اور جب کبھی بھی اس کا سانولا رنگ اس کی گرم مزاجی اس کی باغیانہ طبیعت اور خود سری زیر بحث آئی، اُس نے ہمیشہ مسرور لہجے میں کہا، "مجھے اپنے مشرق سے تعلق پر فخر ہے۔ اور افریقیوں سے مجھے قلبی محبت ہے۔"

جس ماحول میں اُس نے آنکھ کھولی تھی وہ گھر بھی علم و ادب کا گہوارہ تھا۔ اُس کا چچا شاعر، اُس کی پھوپھیاں ادب شناس تھیں اور اُس کے گھر میں اُس وقت کے رُوسی ادب کے مایہ ناز ادیبوں جن میں نکولا لیا کرامزن اور ویسیلے زکوسکائے شامل ہیں، کا آنا جانا لگا رہتا۔

پشکن گو کہ اسکول میں ایک نکما طالب علم تھا، مگر اس کا ادبی ذوق اسی زمانہ طالب علمی میں نکھرنا اور سامنے آنا شروع ہو چکا تھا۔ صرف سولہ سال کی عمر میں اُس نے رُوسی اشرافیہ کے ایک بڑے اجتماع میں اپنی نظم سنائی۔ داد سمیٹی اور لوگوں نے یک زبان کہا۔ "یہ مستقبل میں روس کا عظیم شاعر ہو گا۔"

۱۸۱۸ میں اس نے اپنی طویل نظم "روسلان اور لودمیلا" لکھی۔ جس نے اسے روس کے گوشے گوشے میں مشہور کر دیا۔

اس کی جلاوطنی کا باعث بنی۔ Ode to Liberty بعدازاں اس کی شاہکار نظم

اس نظم میں زار رُوس "الیگزینڈر اول" کے اُس ظلم و زیادتی پر بھرپور احتجاج اور دکھ کا اظہار تھا، جس میں وہ اپنے والد پال اوّل کو قلعہ میخائلوسکائے میں دھوکے سے قتل کرنے کا مرتکب ہوا تھا۔

لیکن اس جلاوطنی نے اسے شہرت بھی بخشی اور عوام کے وسیع حلقے میں اس کی تحریریں پڑھی اور پسند کی جانے لگیں۔ جلاوطنی کے بعد جب وہ ماسکو واپس آیا تو اس کی شہرت کو چار چاند لگ چکے تھے۔ اس کی ہر تحریر ہاتھوں ہاتھ لی جاتی تھی۔ اس کے پڑھنے والے اس کی ہر تحریر کا شدت سے انتظار کرتے۔

اس شہرت نے اسے مزید عیاش مزاج بھی بنایا۔لکھنے پڑھنے کے بعد اس کا بڑا وقت عورتوں کی صحبت میں گزارتا۔اس نے طبعی طور پر کم مگر نہایت متحرک اور رنگین وقت گزارا۔اس دوران اس کے کئی معاشقے مشہور ہوئے۔دورانِ جلاوطنی ہی اس نے عورتوں کی صحبت اختیار کی۔بعدازاں جب اسے اپنے گاؤں میں نظر بند کیا گیا،تب بھی وہ اپنی حرکتوں سے باز نہ آیا۔البتہ ان سب جھمیلوں کے دوران ہی اس نے اپنا تخلیقی سفر بھی جاری رکھا۔اس عہد میں اس نے بڑی طویل رومانوی نظمیں کہیں۔

پشکن نے ایک کمال یہ کیا کہ اپنے تخلیقی وفور کو محض کسی ایک صنف تک محدود نہ رکھا۔اس نے شاعری،افسانہ نویسی،ناول نگاری،مضمون نویسی سمیت کئی اصناف میں طبع آزمائی کی۔اور ہر صنف کو مان بخشا۔اسی لیے اسے روسی ادب کا باوا آدم کہا گیا۔

معروف تخلیقات

یوں تو پشکن کی سیکڑوں تصنیفات ہیں اور ہر تصنیف روسی میں معروف ہی سمجھی جاتی ہے۔ذیل میں چند ایسی اہم تصانیف کا ذکر کیا جارہا ہے،جو کسی نہ کسی حوالے سے رجحان ساز ہیں اور پڑھنے والوں میں حددرجہ مقبولیت بھی حاصل کی۔

معروف نظمیں

گاؤں

۱۸۲۰ء- روسلان اور لدمیلا

۱۸۲۴ء- بنجارے

۱۸۳۳ء- تانبے کا شہ سوار

آزادی

چاآدائف کے نام

۱۸۲۲ء- قفقاز کا قیدی

۱۸۲۸ء- پولتاوا

منظوم ناول

۱۸۳۰ء- ایوگینی اونیگن

ڈراما

۱۸۲۵ء- بوریس گودونوف

ناولٹ

۱۸۳۴ء- حکم کی بیگم

کہانیاں

۱۸۳۱ء- ایوان بیلکن کی کہانیاں

ناول

۱۸۲۸ء- پیٹر اعظم کا حبشی

۱۸۳۶ء- کپتان کی بیٹی

۱۸۴۱ء- دوبرووسکی

موضوعات

پشکن سے پہلے کا روسی سماج بادشاہت زدہ تھا اور یہی کچھ اس کے ادب میں پیش ہو رہا تھا۔یعنی ادب بھی درباری تھا۔پشکن نے پہلی بار ادب کو دربار سے نہ صرف نکالا اور عوام سے جوڑا بلکہ عوامی امنگوں کی ترجمانی کرتے ہوئے اسے دربار کے خلاف استعمال کرنا شروع کیا۔یوں روسی زبان میں پہلی بار ادبی سطح پر عوامی جذبات کی وسیع پیمانے پر ترجمانی ہوئی۔یہ نیا رجحان تھا جو آگے چل کر ایک تحریک کی صورت اختیار کر گیا۔

پشکن کے اہم موضوعات میں روسی عوام کے مسائل،محنت کشوں اور کسانوں کی زندگی،روس کی دیہی زندگی کی عکاسی،بادشاہ کی رعایا کے ساتھ ناانصافیاں، پیار،محبت اور آزادی وغیرہ شامل ہیں۔رومانس کے علاوہ دیگر تمام موضوعات ایسے تھے،جنھیں پہلی بار روسی زبان میں برتا گیا تھا۔یا کم سے کم اس اسلوب میں برتا گیا تھا کہ جو عوام اور خواص ہر دو سطح پر نہ صرف سمجھا گیا بلکہ پسند بھی کیا گیا اور اسی نے پشکن کو روسی ادب کا باوا بنادیا۔

اسلوب

پشکن کا مخاطب چوں کہ عوام تھے، اس لیے اس نے اپنا اسلوب نہایت سادہ رکھا۔ اس نے مشکل اور پیچیدہ زبان کی بجائے سادہ زبان استعمال کی۔ اس کے پیشِ نظر چوں کہ عوام تک رسائی حاصل کرنا تھا، اس لیے اس نے اسلوب کی سطح بھی عوامی رکھی، جس سے ابلاغ میں آسانی ہو۔ البتہ اس نے جمالیات اور ادبی اقدار کو قربان نہیں کیا۔ اور دراصل یہی بات اس کے اسلوب کو منفرد بناتی ہے۔

ادب میں عام طور پر اسلوب کے لیے مشکل، پیچیدہ اور تہہ دار زبان اختیار کی جاتی ہے، تاکہ زبان سے ہی اسلوب واضح ہو اور لکھاری اپنی اسی مخصوص زبان کی بنا پر بنائے گئے اسلوب سے پہچانا جائے۔ زبان کی عمومی سطح اسلوب کی تشکیل میں رکاوٹ ہوتی ہے۔ ایک صاحبِ طرز لکھاری مگر ان رکاوٹوں کو خاطر میں نہیں لاتا اور اس پُل صراط کا اپنی ریاضت کے زور پہ پار کر لیتا ہے۔

یہی پشکن نے کیا۔ اس نے زبان کے جمالیاتی حسن کو بھی برقرار رکھا اور اسے سادگی سے برتتے ہوئے ایک الگ پہچان بنائی۔ اسی ادا نے اسے صاحبِ طرز یا صاحبِ اسلوب ادیب کا درجہ دلوایا۔

عشق، شادی اور موت

پشکن کی شادی ماسکو کی نہایت حسین عورت نتالیا سے ہوئی۔ مگر یہ شادی اس کے تباہ کن ثابت ہوئی۔ نتالیا اس کے مزاج کے عین برعکس ایک نہایت فضول خرچ، غبی مزاج، چالاک اور نہایت عیاش عورت تھی۔ اس نے نہ صرف اپنے مزاج کے باعث پشکن کے لیے مشکلات پیدا کیں بلکہ اس کے افیئر ماسکو کی گلیوں میں مشہور رہے۔ مگر پشکن اس کا دیوانہ تھا۔

"نتالیا میرے دل میں ہی نہیں دماغ میں بھی گھس گئی ہے۔" اُس نے اپنی ساس کو لکھا تھا۔

اپنی نظم "میڈونا" میں اُس نے نتالیا کے حسن کو حُسنِ مریم سے تشبیہ دی اور پاکیزگی مسیح ابنِ مریم جیسی چاہی۔ نظم میں اُس نے یہ اظہار کیا کہ اس کی تخلیق، اس خوبصورت رنگ وروپ کے ساتھ خدا نے بنائی ہی اُس کے لیے ہے۔ خوبصورتی اور رعنائی کے اس مجسمے کو وہ اپنے گھر میں دیکھنے کا خواہش مند ہے کہ جس کے ریشے ریشے میں اُس کی مشقت گھلی ہوئی ہے۔

اس کی شادی نہایت شاہانہ انداز میں ہوئی۔ یہ اپنے زمانے کی ماسکو کی مہنگی ترین شادیوں میں سے سمجھی جاتی تھی۔ نتالیا کے شاہانہ مزاج اور مطالبات کے باعث شادی کے موقع پر دل کھول کر اُس نے دلہن اور سُسرال کی خواہشوں کو پورا کیا۔ شادی ۱۸۳۱ء میں جس شاہانہ انداز اور کرّوفر سے ہوئی، اُس نے اُسے ساٹھ ہزار روبل کے قرضے کے نیچے دبا دیا تھا۔

نتالیا کو دراصل یہ احساس ہی نہیں تھا کہ جس نے اُسے پسند کیا، اُسے چاہا اور اپنی شریکِ زندگی بنایا وہ کیا ہے۔ مہنگے ترین ملبوسات، منفرد جیولری، اپنے گرد عاشقوں کا ہجوم اور عیش و عشرت سے لبریز زندگی اُس کا منتہا تھا۔ ۱۸۳۱ء میں شادی ہوئی اور ۱۸۳۵ء تک وہ چار بچوں کی ماں بن چکی تھی۔ ماریا، الیگزینڈر، گریگوری اور نتالیا۔ آغاز کا کچھ وقت اُس نے پشکن کی جاگیر پر گزارا۔ کیپٹل پیٹرز برگ میں آنے کے بعد اُس نے باقاعدگی سے کورٹ سوسائٹی میں جانا شروع کر دیا۔ مداحوں اور عاشقوں کا ہجوم اس کے گرد اکٹھا ہو گیا تھا جن میں زار نکولس اوّل سرِفہرست تھا۔ جب کہ پشکن کو نفرت تھی زار سے۔ جس نے اظہار اس نے اپنی کئی تحریروں میں کھل کر کیا۔ 'کلاؤڈ' نامی نظم میں بادل کے استعارے میں اُس نے زار کو ہی مخاطب کیا تھا۔

پشکن کے لیے یہ شب وروز چکی کے دو پاٹ بن چکے تھے جن میں وہ مسلسل پس رہا تھا۔ زار نکولس نے اسے خوش کرنے کے لیے دربار کی طرف سے اعلیٰ لقب بھی عطا کیا اور اس کا وظیفہ بھی مقرر کر دیا تھا۔ دربار کی طرف سے ملنے والا کورٹ ٹائٹل اس باغی شاعر کے لیے بہت توہین آمیز تھا جس نے اُسے غضب ناک کیا۔ مگر نتالیا کا رویہ اس سے بھی زیادہ توہین آمیز تھا۔ ابھی اس پر ہی اکتفا نہ تھا کہ دارالحکومت کی فضاؤں میں نتالیا کے ایک نئے سکینڈل کی افواہیں اڑیں۔ یہ فرنچ نوجوان جارج ڈی انتھیس تھا، حسن وجوانی اور وجاہت کا دلآویز نمونہ' جسے ڈچ سفیر ہیکرن نے اپنے بیٹا بنایا ہوا تھا۔

پشکن نے اس نوجوان سے حتمی فیصلے کے لیے اس زمانے کی رائج رسم کے مطابق ڈوئل لڑنے کا فیصلہ کیا۔ ڈوئل دو متحارب فریقین کے درمیان لڑی جاتی تھی۔ یہ برصغیر میں رائج سوئمبر کی رسم سے ملتی جلتی ہے۔ جس میں کسی خاتون کا دل جیتنے کے لیے امیدوار نوجوان تیراندازی کرتے تھے، جیتنے والا دلہن کا حق دار قرار

پاتا تھا۔ڈوئل میں اسی طرز پر جیتنے والے کے حق میں فیصلہ ہوتا تھا۔اس میں تیر اندازی کی بجائے پسٹل سے فائر کیا جاتا تھا۔فریقین کو ایک مخصوص فاصلے سے فائر کرنا ہوتا تھا، ٹھیک نشانے پر گولی لگانے والا جیت جاتا تھا۔

پشکن نے اسی طرز پر ڈوئل کے ذریعے نتالیا اور اپنے تعلق سے متعلق حتمی فیصلے کا طے کیا۔ مگر یہ فیصلہ اس کے حق میں درست ثابت نہ ہوا۔اور اسی فرانسیسی نژاد دا نتھیس کے ساتھ ڈوئل نے اس کے جوہر کے عین شباب میں عظیم شاعر کی زندگی کا خاتمہ کر دیا۔ پشکن کو ڈوئل میں مہلک زخم لگا۔

کہا جاتا ہے کہ اس ڈوئل پر اکسانے میں زار کا بڑا ہاتھ تھا۔ڈوئل میں لگنے والے گھاؤ کے نتیجے میں روس کا یہ قومی شاعر، جدید روسی نثر نگاری کا بانی، صاحبِ طرز ڈراما نویس ۲۹ جنوری ۱۸۳۷ء کو وفات پا گیا۔

نتالیا کو بعد میں انتھیس سے زار نکولس نے ہتھیا لیا اور وہ اس کے محل میں کنیز بن کر رہی۔

پشکن کے اردو تراجم

منٹو

پشکن کے سب سے زیادہ اُردو تراجم تو ظ، انصاری صاحب نے کیے۔ لیکن اگر ابتدائی تراجم کی بات کریں تو سب سے پہلے ہمیں سعادت حسن منٹو کا ایک ترجمہ ملتا ہے جو مئی ۱۹۳۵ کے ماہنامہ 'ہمایوں' کے روسی ادب نمبر میں شائع ہوا۔ یہ پشکن کی ایک نظم کا ترجمہ ہے۔ منٹو کے روسی ادب کے تراجم اور مضامین کو بعدازاں احمد سلیم نے 'روسی ادب کے شاہکار' کے عنوان سے مرتب کر کے شائع کیا۔ یہ انتخاب سنگ میل سے ۲۰۱۲ میں شائع ہوا۔ انہی تراجم کے آخر میں منٹو کا پہلا طبع زاد افسانہ 'تماشا' بھی ملتا ہے۔

محمد مجیب

اسی زمانے میں دوسرا ترجمہ محمد مجیب کا ملتا ہے جو ۱۹۴۰ میں پہلی بار شائع ہوا۔ یہ ''روسی ادب'' نامی تراجم تھے، جو دو جلدوں میں شائع ہوئے۔ جنھیں بعدازاں انجمن ترقی اردو نے ۱۹۹۲ میں شائع کیا۔ اس کا پہلا باب ہی پشکن پر مبنی ہے۔ لگ بھگ چالیس صفحات کے اس باب میں پشکن کی زندگی اور تصانیف کا تفصیلی تعارف دیا گیا ہے۔ جس میں اس کی کئی نظموں کے تراجم بھی شامل ہیں۔

یہ وہ پہلی کاوش ہے جس کے ذریعے اردو قاری پشکن کی حیات و ادبی خدمات سے پہلی بار باضابطہ طور پر آگاہ ہوا۔ اس میں پشکن کے حالاتِ زندگی نہایت تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ نہ صرف اس کی کئی نظموں کا ترجمہ دیا گیا ہے بلکہ بعض دیگر تصانیف جیسے ناول اور ڈراموں کا تعارف بھی کروایا گیا۔ جس سے اس کے موضوعات سے آشنائی بھی ہوتی ہے اور اس کے اسلوب کی جھلک بھی دکھائی دیتی ہے۔

محمد مجیب نے اس کاوش کے ذریعے اردو قاری تک نہ صرف پشکن بلکہ اس کے ہم عصر اور جدید روسی ادیبوں کا بھی کماحقہ تعارف کروایا ہے۔ دو جلدوں پر مبنی یہ تراجم و انتخاب روسی ادب کے تاریخی پس منظر اور جدید تناظر کو سمجھنے میں معاون ثابت ہوتا ہے۔ اس میں لوک ادب سمیت جدید لکھنے والوں کے رجحانات اور موضوعات کو بھی زیر بحث لایا گیا ہے۔ پشکن کا باب نہایت خاص اور دلچسپ ہے۔ جس میں اس بانکے شاعر کی نجی دلچسپیوں اور تخلیقی زندگی دونوں کی جھلک ملتی ہے۔

پشکن، شعر و شاعری

سوویت یونین کے زمانے میں روس کے کلاسیک و جدید ادیبوں کی تحریروں کی منتخب تصانیف کے تراجم کا سلسلہ شروع ہوا۔ یہ تراجم دارالترجمہ ماسکو کے زیر اہتمام شائع ہوتے تھے۔ ظ، انصاری صاحب نے ماسکو میں طویل عرصہ گزارا۔ روسی زبان سیکھی اور اس کے شاہکار روسی سے براہِ راست اردو میں ترجمہ کیے۔ پشکن کا ان کا پہلا ترجمہ اس کی شعر و شاعری کے انتخاب پر مبنی ملتا ہے۔ اس میں چالیس نظمیں، چار طویل نظمیں، تین کلاسیکی قصے اور پشکن کے منظوم ناول کے ایک باب کا ترجمہ شامل ہے۔ اس ناول کا بعدازاں مکمل اردو ترجمہ بھی شائع ہوا۔ مگر اس کی ابتدائی تحریک ظ۔ انصاری صاحب کے اسی ترجمے سے ملتی ہے۔

یہ پشکن کے تراجم کے سلسلے میں پہلا باضابطہ کام ہے۔ جو مکمل کتاب کی صورت سامنے آیا۔ اور اردو کا قاری پشکن کے مختلف اصناف میں لکھے گئے شاہکار ادب پاروں سے آگاہ ہوا۔ شاعری اور ناول کا تذکرہ اس سے محمد مجیب بھی اپنے انتخاب میں پیش کر چکے تھے، البتہ کلاسیکی قصوں کا تذکرہ پہلی بار ہوا۔ یہ روسی مائتھالوجی

Al-Behishat Research Archive
https://al-behishat.rjmss.com/index.php/20/about

کو استعمال کرتے ہوئے لوک ادب کی طرز پر لکھے گئے قصے ہیں۔ ان میں مائتھالوجی کو استعمال کرتے ہوئے آخر میں کوئی نہ کوئی اخلاقی سبق دیا گیا ہے۔ یہ طرز بھی پشکن نے ہی روسی ادب میں متعارف کروایا، جو نہ صرف قارئین میں مقبول ہوا، بلکہ بعد ازاں کئی لکھنے والوں نے اس کی تقلید بھی کی۔

منتخب تصانیف، نظم و نثر

یہ بھی ظ، انصاری صاحب کا کارنامہ ہے۔ اس انتخاب میں پشکن کی تین مختصر، دو طویل نظمیں، دو کلاسیکی قصے، چھ کہانیاں، اور دو ناولٹ کے کچھ حصے شامل ہیں۔ جب کہ آغاز میں بیس سے زائد صفحات کا طویل دیباچہ بھی شامل ہے جس میں پشکن کی حیات و خدمات کا تفصیلی تذکرہ کیا گیا ہے۔ یہ پہلا انتخاب ہے جس میں پشکن کی مختلف النوع تحریروں سے اردو قاری کا مکمل تعارف ہوتا ہے۔ جس میں نظم و نثر دونوں کے انتخاب کا وسیع و وقیع حصہ شامل ہے۔ اسی کے آخری حصے میں پشکن کے آخری ناول 'دوبرووسکی' کی اولین جلد کا ترجمہ شائع ہوا۔ یہ پشکن کا آخری اور سب سے ضخیم ناول ہے۔ اس میں غربت زدہ زمیندار سے ایک امیر کبیر جاگیر دار زمین ہتھیا کر اسے گاؤں سے نکال دیتا ہے۔ ناول کا ہیرو ولادیمیر دوبرووسکی ناانصافی کے خلاف لڑتا ہے مگر وہ تشدد کا مخالف ہے۔ یہ ناول اس زمانے کی روس کے جاگیر دارانہ سماج، اس کے رسم و رواج کو پیش کرتا ہے۔

حکم کی بیگم

اس ناول کا خاصا حصہ 'منتخب تصانیف' میں شامل تھا۔ ظ، انصاری صاحب نے بعد ازاں اس کا مکمل ترجمہ الگ سے بھی شائع کیا۔ ایک کل ۱۱۲ صفحات پر مبنی مختصر ناولٹ ہے۔ جس میں اُس زمانے کے روس کی تصویر کشی کی گئی ہے۔ کہانی کا مرکزی خیال یا پلاٹ اس کے بیک فلیپ پر مختصراً بیان کر دیا گیا ہے۔ یہ روسی کلاسیکی ادب کے سلسلے کی اہم کڑی ہے۔ اس کے مترجم ڈاکٹر ظ۔ انصاری لکھتے ہیں؛

"۔۔۔۱۹۳۴ میں پوشکن کی لکھی ہوئی طویل کہانی 'حکم کی بیگم' اپنی واضح ساخت، دلکش پلاٹ، ماہرانہ طرز نگارش کے لحاظ سے ایک مختصر اور جامع ناولٹ کی شکل میں سامنے آتی ہے۔ ہرمان کے روپ میں، جو نپولین کے خط و خال اور میفیسٹوفیلس کی روح رکھتا ہے، نئی قسم کا ہیرو جو دولت کے پیچھے پاگل ہے، دکھایا گیا ہے۔ (۳)"

کپتان کی بیٹی

یہ پشکن کا پہلا مکمل ناول ہے، جو اردو میں ترجمہ ہوا۔ اسے خدیجہ عظیم نے ترجمہ کیا۔ خدیجہ عظیم کے تراجم کی بھی خوبی یہ ہے کہ وہ روسی زبان سے براہِ راست ترجمہ کرتی ہیں۔ 'کپتان کی بیٹی' پشکن کے اہم ناولوں میں سے ہے، جس میں زار روس کے عہد میں جاگیر دارانہ مظالم کو پیش کیا گیا ہے۔ یہ چودہ ابواب اور ڈھائی سو صفحات پر مبنی ہے۔ آخر میں ضمیمہ اور تشریحی نوٹ بھی شامل کیا گیا ہے۔

پشکن کے مترجمین کا کہنا ہے کہ پشکن کی نثر نگاری کا فن اس ناول میں بامِ عروج کو پہنچ جاتا ہے۔ جو واقعی حقیقی تاریخی تصنیف کا نمونہ ہے۔ 'کپتان کی بیٹی' میں روس میں ہونے والی ہنگامی کسان بغاوت کی واضح تصویر کشی کی گئی ہے۔ اس میں کسان لیڈر یمیلیان پوگاچیف کے کردار کو بطور ہیرو پیش کیا گیا ہے۔ جو کسان بغاوت کی جدوجہد کے دوران مختلف مشکلات و مصائب کا شکار ہوتے ہوئے بالآخر اس جدوجہد کو اجتماعی کامیابی سے روشناس کرواتا ہے۔ پشکن کی اس تصنیف کے بارے میں معروف روسی ادیب اور نقاد بیلینسکی نے لکھا،

"کپتان کی بیٹی نثر میں اونیگن کی طرح ہے۔ شاعر نے اس میں زارینہ ایکاتیرینا کے زمانے کے روسی سماج کے رسم و رواج کی تصویر کشی کی ہے۔ بہت سی تصویریں اپنی سچائی، حقیقی مافیہ اور ماہرانہ طرزِ بیان کے لحاظ سے مکمل معجزہ ہیں۔ (۴)"

یوگینی انیگن

یہ پشکن کا منظوم ناول ہے، جس کا ترجمہ خدیجہ عظیم نے ہی کیا ہے۔ یہ ۲۰۰۱ میں ساہتیہ اکادمی دہلی سے شائع ہوا۔ منظوم ہونے کے باعث اسے ایک مشکل ناول سمجھا جاتا ہے۔ خدیجہ عظیم نے کمال یہ کیا ہے کہ ترجمے کو بھی شعری آہنگ کے قریب رکھا ہے۔ اس لیے یہ پڑھنے میں رواں اور دلچسپ محسوس ہوتا ہے۔

یہ لگ بھگ چار سو صفحات پہ مبنی ہے۔ ابتدائی بارہ صفحات میں پشکن اور اس کی تصانیف کا تعارف دیا گیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ اس ناول کی تصنیف میں پشکن نے آٹھ سے نو برس لگائے۔ ظ، انصاری کے بقول عظیم روسی ناقد اور جمہوریت پسند ویساریان بیلنسکی نے پشکن کی (۵) اس تصنیف کو 'روسی زندگی کی انسائیکلوپیڈیا' کہا۔

اس ناول کے ذریعے قارئین پیٹرس برگ، ماسکو اور اس روسی ریاستوں کی سیر کرتے ہیں اور ان سے آگاہی حاصل کرتے ہیں جن کا اونیگین نے سفر کیا ہوتا ہے۔ ناول کا کینوس وسیع اور حقیقت پسندانہ ہے، جس پر اس زمانے کے روسی سماج کی تصویریں منقش کی گئی ہیں۔ ساتھ ہی شاعر نے اس میں اپنے ہم عصروں کے مثالی نمونے بھی پیش کیے ہیں۔ اس لیے بجا طور پر کہا گیا کہ اپنے منظوم ناول 'یوگینی انیگین' میں پشکن نے ایک عظیم شاعر کی حیثیت سے ادب میں فن کارانہ حقیقت پسندی کی بنیاد ڈالی۔ جو آگے چل کر ایک رجحان ثابت ہوئی۔

پشکن؛ افسانے، کہانیاں

پشکن کے تراجم کا ایک انتخاب کوئٹہ کے ناشر گوشہ ادب نے 'عالمی ادب سے انتخاب' سیریز کے تحت شائع کیا۔ اس کی ترتیب میں گوشہ ادب کے بانی ناشر اور بلوچستان کی معروف علم دوست شخصیت منصور بخاری کا نام درج ہے۔ البتہ کتاب پہ سنِ اشاعت درج نہیں۔ اس میں بھی سات افسانے شامل ہیں۔ جن میں اکثر ایسے ہیں جو پشکن کے تراجم کے کسی دیگر انتخاب میں شامل نہیں۔

کتاب میں شامل افسانوں میں انجام کار، مشابہت، داروغہ، نیا روپ، خوابِ نارسا، فاتح اور طوفانی برف باری شامل ہیں۔

پوشکن کے بے مثال افسانے

پوشکن کے افسانوں کا یہ انتخاب ۲۰۱۷ میں الحمد پبلی کیشنز نے لاہور سے شائع کیا۔ اس میں لگ بھگ ۳۰۰ صفحات پر مبنی پوشکن کے تفصیلی تعارف سمیت اس کے ۷ افسانے شامل ہیں۔ البتہ کتاب میں پروین کلو کے نام کے ساتھ 'ترتیب و انتخاب' لکھا ہے، جس سے یہ واضح نہیں ہوتا کہ یہ تراجم انھوں نے خود کیے ہیں یا محض انتخاب کیا ہے۔ کتاب میں شامل اکثر افسانے البتہ پشکن کے مختلف تراجم میں شامل رہے ہیں۔

ان افسانوں میں تابوت ساز، بہروپ، نشانہ، حکم کی بیگم، گھوڑوں کی چوکی کا داروغہ، برفانی طوفان اور ہیرو شامل ہیں۔

کتاب کے آغاز میں ڈاکٹر پروین کلو نے 'شکست خوردہ استاد کا فتح یاب شاگرد' کے عنوان سے ایک دیباچہ شامل کیا ہے جس میں پشکن کے سوانحی کوائف کے ساتھ ساتھ اس کی تخلیقی زندگی کا بھی احاطہ کیا گیا ہے۔ جس میں اس کی مختلف تصانیف کا مختصر تعارف اور اہمیت و پس منظر بھی بتایا گیا ہے۔

پوشکن، زندگی اور فن کا مطالعہ

یہ پوشکن کی زندگی اور فن پر مشتمل کتاب ہے، جو اس کے مترجم ظ، انصاری صاحب کی مرتب کردہ ہے۔ ۲۰۰ سے زائد صفحات اور دس ابواب پر مشتمل اس کتاب میں پوشکن کی زندگی کے تمام گوشوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ آخر میں دو ضمیمہ جات بھی شامل کیے گئے ہیں۔ پہلے ضمیمے میں پوشکن کی منتخب نظموں کے تراجم اور دوسری میں بعض معروف شخصیات کے اس سے متعلق خیالات شامل کیے گئے ہیں۔

کتاب کا پہلا ایڈیشن ۱۹۷۶ میں ترقی اردو بورڈ نئی دہلی کی جانب سے شائع ہوا۔

یہ کتاب پشکن کی حیات اور اس کی ادبی خدمات کا کماحقہ احاطہ کرتی ہے۔ اس کتاب کے ذریعے نہ صرف پشکن کی زندگی کے ان پہلوؤں پر روشنی ڈالی گئی ہے، جو اس سے پہلے اردو قارئین کے سامنے غیر واضح تھے، بلکہ اس کی تصانیف کا پس منظر بھی کچھ اس طرح واضح کیا گیا ہے کہ قاری پر ان تصانیف کے نت نئے مفاہیم وا ہوتے چلے جاتے ہیں۔

پشکن شناسی کے حوالے سے بلاشبہ یہ ایک اہم تصنیف ہے۔

معاصرین و متاخرین

ذیل میں پشکن کے چند معاصرین و متاخرین اور ایسے ادیبوں کا ذکر کیا جا رہا ہے جو اسی عہد میں لکھ رہے تھے، جب پشکن معروف ہو چکا تھا اور روسی ادب کے آسمان پر جگمگا رہا تھا۔ تاکہ یہ اندازہ ہو سکے کہ اس زمانے کے روسی ادب کا مجموعی مزاج کیا تھا اور پشکن ان سے منفرد و ممتاز کیوں کر قرار پایا۔

معاصرین

چیوچِف (پیدائش: ۱۸۰۳)

اس کا مکمل نام فیوڈر اوانوچ چیوچف تھا۔ اس کا تذکرہ محمد مجیب نے روسی ادب میں کیا۔ اور ان کے بقول چیوچف کی زندگی کے حالات بہت کم معلوم ہیں۔ ۱۹ برس کی عمر میں محکمہ خارجہ میں اسے کوئی معمولی ملازمت مل گئی اور ۲۰ برس وہ ملازمت کے سلسلے میں یورپ میں رہا۔ واپسی پر اسے محکمہ احتساب خارجہ کا

ناظم بنادیا گیا۔ ۱۸۴۱ تک وہ رومن شاعر ہورس کے کلام کے تراجم مختلف رسائل میں شائع کرواتا رہا۔ اسی سال ایک دوست کے مشورے پر اس نے اپنا مجموعہ کلام بھی شائع کیا۔ جس کے بعد وہ ادبی حلقوں میں جانا پہچانا جانے لگا۔ لیکن اس کے معمولی موضوعات کے باعث وہ تادیر عوام میں مقبول نہ رہ سکا۔ چیوچف کا زیادہ تر موضوع قدرتی مناظر یا عشق کا بیان ہے۔ جو اُس زمانے میں ایک عام بات تھی۔ شاید اس کے لیے اس کی شاعری زیادہ توجہ حاصل نہ کر سکی اور اُس نے بھی اس کے لیے کچھ خاص کوشش نہ کی۔

اس کے صابر و شاکر مزاج کا اظہار اس کی ایک نظم کی ان سطروں میں بخوبی ہوا ہے؛

"عیب جوئی نہ کر، سوچ بچار نہ کر۔۔۔
جستجو دیوانگی ہے، عیب نکالنا حماقت،
اور کل جو ہونا ہے سو ہونے دے،
زندگی میں ہر حالت برداشت کر لے جا،
غم اور راحت اور پریشانیاں،
کاہے کی ہوس کرنا، کاہے کا افسوس،
دن بیت گیا اور شکر ہے خدا کا

ریل یے یف (۱۷۹۵-۱۸۲۶)

پورا نام کوندراتی فیوڈروویچ ریل یے یف، جو پشکن کے عہد میں پشکن کے ہوتے ہوئے معروف ہوا اور عوام میں مقبول بھی۔ وہ ان زیر زمین سیاسی جماعتوں کا رکن بن گیا جو زار نکولائی کے خلاف جدوجہد میں مصروف تھیں۔ ۱۹۲۵ میں زار نکولائی کی تخت نشینی کے بعد ان جماعتوں نے سرکشی کا علم بلند کیا۔ اسی سرکشی کی پاداش میں ریل یے یف کو گرفتار کر کے عین جوانی میں پھانسی کی سزا دے دی گئی۔

ریل یے یف نے اپنی شاعری کا آغاز وطن پرستی کے جذبے سے کیا، بعد ازاں اس میں آزادی اور سرفروشی جیسے جذبات اور موضوعات کی فراوانی ہوتی گئی۔ یہی اسلوب اس کی پہچان بنا اور عوام میں مقبولیت کا سبب بھی۔ محکمہ احتساب نے اس کی نظموں کی اشاعت پر پابندی عائد کر دی مگر اس کی شاعری ہاتھوں ہاتھ سفر کرتی روسی عوام میں مقبولیت پاتی رہی۔ اس کی معروف نظم 'ووئی نروف سسکی' میں اس نے پیٹر اعظم کے ہاتھوں ہیرو ووئی نروف سسکی کو سائبیریا میں مصیبتیں جھیلتے دکھایا۔ کہا جاتا ہے، یہ قصہ اتنا دردناک نہیں تھا جتنا ریل یے یف کے شاعرانہ اسلوب نے اسے بنا دیا۔ یہ نظم سالہا سال تک روسی وطن پرستوں کے دلوں میں ہمت اور جذبہ حریت کی روشنی جو جلا بخشتی رہی۔

بارتین سکی (۱۸۰۰-۱۸۴۴)

مکمل نام، یف گے نی ابراموویچ باراتین سکی۔ روسی قدما میں زبان دانی اور سخن دانی کا استاد مانا جاتا ہے۔ اس کی شاعری میں برف پوش مناظر اور مناظر فطرت کا بیان نہایت شاعرانہ انداز میں ہوا ہے۔ وہ اپنے گہرے خیالات اور فلسفیانہ مضامین کے باعث بھی مشہور ہوا۔ اس کی وجہ شہرت میں اہم ترین نکتہ اس کی شاعری کا گنجلک یا گہرا ہونا سمجھا جاتا ہے۔

اسے اپنی زندگی میں تو خاطر خواہ شہرت اور توجہ ملی مگر روس میں ۱۸۵۰ کے ہنگاموں کے بعد اس کی شاعری بھلا دی گئی۔ اس لیے کہ اس زمانے کے روس میں ایسی شاعری کی کوئی گنجائش ہی نہ رہی جس میں گل و بلبل کے قصے ہوں۔ البتہ اسی صدی کے اواخر میں حالات نارمل ہونے کے بعد ایک بار پھر اس کی شاعری کی گونج سنی گئی۔ معروف جرمن شاعر گوئٹے کی وفات پر لکھی گئی نظم اس کا ایک شاہکار ہے، جسے محمد مجیب نے اپنے تراجم میں شامل کیا ہے۔

میخائل یزی کوف (۱۸۰۳-۱۸۴۶)

مکمل نام، نکولائی میخائلوچ یزی کوف۔ باراتین سکی کی طرح یزی کوف بھی روسی قدما میں فصاحت و بلاغت اور اپنی قادر الکلامی کے باعث معروف سمجھا جاتا ہے۔ بدقسمتی سے ابتدائے شعور سے ہی وہ مختلف بیماریوں کا شکار ہوا اور پھر عمر بھر انھی بیماریوں سے جھوجھتا رہا۔ جس کے نتیجے میں اس کے تخلیقی جوہر مکمل طور پر نہ کھل سکے۔ پشکن کی طرح وہ بھی کم عمری میں ہی راہی عدم ہوا۔ مگر اس کی شاعری کو روسی ادب میں استاد شعرا کے درجے پر رکھا جاتا ہے۔

اس کے شاعری کے موضوعات میں فطری معاملات اور فلسفیانہ گہرائی کو اہم سمجھا جاتا ہے۔ اس کی شاعری کے موضوعات اور زبان فصیح و بلیغ ہونے کے باوجود طرز اس قدر سادہ ہے کہ عام قاری بھی اس سے حظ لے سکتا ہے۔

گوگول (۱۸۰۹۔۱۸۵۲)

پشکن کے معاصرین میں سب سے زیادہ شہرت پانے والوں میں نکولائی گوگول اہم نام ہے۔ گوگول نے بالخصوص فکشن میں شہرت پائی اور پشکن کے عروج پر ہوتے ہوئے اپنا ایک الگ نام اور مقام حاصل کیا۔

اس کے معروف ناولوں میں تاراس بلبا، مردہ روحیں، کہانیوں میں ایک پاگل کی ڈائری اور 'اوور کوٹ' کو عالمی کلاسیک کا حصہ مانا جاتا ہے۔ گوگول نے اُس زمانے میں علامتی انداز اختیار کیا جب پشکن جیسے ادیب سماجی حقیقت نگاری کا نہ صرف ڈول ڈال چکے تھے، بلکہ یہ سماجی حقیقت نگاری کے ابتدائی عروج کا زمانہ تھا۔ گوگول نے ایسے میں ایک مختلف طرز اپنایا اور نیم علامتی انداز کی کہانیاں لکھیں۔ جن میں تذکرہ تو انھی عوامی مسائل کا ہوتا تھا مگر اس کا طریقہ واردات مختلف ہوتا۔ 'ایک پاگل کی ڈائری' اور 'اوور کوٹ' اس کی شاندار مثالیں ہیں۔ ان کہانیوں کی اشاعت نے اسے نہ صرف روس میں مقبول بنایا بلکہ بعد ازاں انگریزی سمیت دیگر زبانوں میں ترجمہ ہونے کے بعد دنیا بھر میں اسے قارئین کے وسیع حلقے سے متاثر کروایا۔

گوگول نے پشکن کے ہوتے ہوئے جو مقام حاصل کیا، وہ اس بات کی دلیل تھا کہ ادب میں کوئی بھی حرفِ آخر نہیں ہوتا۔ یہاں اعلیٰ ادب کے لیے ہمیشہ جگہ خالی رہتی ہے۔

متاخرین

لرمنتوف

پیٹرز برگ میں جب پشکن کے ڈوئل میں زخمی ہونے کے بعد اس کی مبینہ موت کی خبریں گردش کرنے لگیں تو اس کے حق میں اور زار روس کے خلاف غصے سے بھری ایک نظم شہر بھر میں مشہور ہونے لگی، یہ نوجوان شاعر لرمنتوف کی تخلیق تھی۔ اس نظم کو سننے والوں نے اسے پشکن کا جانشین کہنا شروع کر دیا۔ اور یہی لرمنتوف کی بے پایاں شہرت کا آغاز تھا۔ اس نظم پر بعد ازاں اسے جلاوطنی بھی بھگتنا پڑی۔

لرمنتوف کا مکمل نام، میخائل یُریے وچ لیر منتوف تھا۔ وہ ایک باغی مزاج اور نہایت سرکش شاعر تھا۔ جس نے پشکن کے بعد روسی ادب میں سب سے زیادہ شہرت کمائی۔ اس کی شاعری پر پشکن کے اثرات نمایاں ہیں۔

ترگنیف

ایوان سرگئے وچ ترگنیف، پیدائش ۱۸۱۸۔ لیر منتوف کے بعد پشکن کے سب سے زیادہ اثرات ویان ترگنیف کے ہاں ملتے ہیں۔ ترگنیف ایک رئیس گھرانے میں پیدا ہوا۔ مگر اس نے روسی کسانوں اور کاشت کاروں کی زندگی کی زبردست منظر کشی اپنے ناولوں میں کی۔ ۱۸۵۲ میں اس کا ناول 'کھلاڑی کے خاکے' شائع ہوا۔ کہا جاتا ہے کہ روس میں مزارعوں کی آزادی کا اولین محرک یہی ناول تھا۔ موضوعاتی لحاظ سے اسے پشکن کے ناول 'کپتان کی بیٹی' کے مماثل قرار دیا جاتا ہے۔

ٹالسٹائی

روس کا یہ بے مثل ادیب لیو ٹالسٹائی (پیدائش، ۱۸۲۸) خود ایک زمیندار تھا۔ مگر اس نے بھی پشکن کے اثرات قبول کیے اور روسی کسانوں، مزدوروں، مزارعوں کی زندگی کے مسائل و مصائب کا زبردست منظر کشی اپنے ناولوں میں بیان کیا۔ اس کے ناول 'جنگ اور امن'، 'اینا کارینینا' اور 'کراموزوف برادران' کو عالمی کلاسیک میں نمایاں حیثیت حاصل ہے۔ کہا جاتا ہے کہ روسی ادب میں سماجی حقیقت نگاری کی جس عمارت کی بنیاد پشکن نے رکھی تھی، ٹالسٹائی نے اسے بام عروج پر پہنچایا۔

روسی ادب کی یہ وہ کہکشاں ہے، جس کی ابتدا میں آج بھی پشکن کا نام روشن ور ہنما ستارے کے بطور جگمگا رہا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد مجیب، ''روسی ادب، جلد اول''، انجمن ترقی اردو پاکستان، (دوسری اشاعت) ۱۹۹۲، ص ۴۲

۲۔ایضاً،ص ۷٦

۳۔ال کساندر پوشکن،"منتخب تصانیف، نظم ونثر"(مترجم،ظ انصاری)،دارالاشاعت ترقی،ماسکو،سن اشاعت ندارد،ص ۲۲

۴۔ایضاً،ص ۲۳

۵۔ایضاً،ص ۱۷

کتابیات

محمد مجیب،"روسی ادب"،انجمن ترقی اردو پاکستان،(دوسری اشاعت۔جلداول)،۱۹۹۲

الیکسانڈر پوشکن،"یوگینی انیگن"(ترجمہ،خدیجہ عظیم)،ساہتیہ اکادمی نیو دہلی،۲۰۰۱

سعادت حسن منٹو(تدوین،احمد سلیم)،"روسی ادب کے شاہکار"،سنگ میل پبلی کیشنز لاہور،۲۰۱۲

ڈاکٹر پروین کلو(انتخاب وترتیب)،"پوشکن کے بے مثال افسانے"،الحمد پبلی کیشنز لاہور،۲۰۱۷

الکزاندر پشکن،"کپتان کی بیٹی"،(ترجمہ،خدیجہ عظیم)،بدیسی زبانوں کا اشاعت گھر ماسکو،سنِ اشاعت ندارد

پشکن،" شعروشاعری"(ترجمہ،ظ انصاری)،دارالاشاعت ترقی ماسکو،سنِ اشاعت ندارد

الکساندر پوشکن،"منتخب تصانیف، نظم ونثر"،(تراجم،ظ انصاری)،دارالاشاعت ترقی ماسکو،سنِ اشاعت ندارد

پشکن،"حکم کی بیگم"،(ترجمہ،ظ انصاری)،دارالاشاعت ترقی ماسکو،سنِ اشاعت ندارد

پشکن،"افسانے،کہانیاں"،(ترتیب،منصور بخاری)،گوشہ ادب کوئٹہ،سن اشاعت ندارد

ظ انصاری،"پوشکن،زندگی اور فن کا مطالعہ"،ترقی اردو بورڈ نیو دہلی،۱۹۷٦